كلمة المدير

ریاست مدینہ کے خدوخال

اور نئے حکمرانوں کی ذمہ داریاں

نحمده و نصلی علی رسوله الکریم!

وطن عزیز پاکستان میں عام انتخابات کا ایک ہنگامہ خیز کلیدی مرحلہ گزر چکا۔ان سطور کی اشاعت تک ان شاء اللہ نئے حکمران پاکستان کی عنانِ اقتدار اپنے ہاتھوں میں سنبھال لیں گے۔ملک وحکومت اللہ پاک کی امانت ہے،اللہ پاک جسے چاہتے ہیں عطا فرماتے ہیں،یہ اعزاز بھی ہے اور بھاری بھرکم ذمہ داری بھی۔

قطع نظر اس بات کے کہ الیکشن کے موقع پر کیا کچھ ہوا،اور حالیہ انتخابی عمل کی ثقاہت اور شفافیت کتنی باقی رہ گئی ہے؟ آنے والا وقت قوم کے ساتھ کیے گئے دعوؤں اور وعدوں کی پرکھ اور آزمائش کا ہے۔''ریاست مدینہ'' کے قیام کا دعویٰ آسان ہے،البتہ حقیقت کیا ہوگی؟...... یہ بات بھی آئندہ چندروز میں واضح ہوجائے گی۔ہمیں سطور ذیل میں چند باتیں اسی حوالے سے عرض کرنی ہیں۔سب سے پہلی بات وطن عزیز پاکستان کی نظریاتی شناخت اور اس کے باعثِ وجود کو ذہنوں میں تازہ کرنے کی ضرورت ہے۔

بلاشبہ پاکستان دوقومی نظریے کی بنیاد پر وجود میں آیا۔علیحدہ وطن کے حصول میں یہی جذبہ کارفرما تھا کہ مسلمانوں کو ایک ایسا خطہ میسر آئے جہاں وہ مکمل اطمینان اور انشراح قلب کے ساتھ اسلامی تعلیمات کے مطابق زندگی بسر کرسکیں۔بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناح کی بیسیوں تقریریں اس پر گواہ ہیں کہ انہوں نے پاکستان کا محور اسلام ہی کو قرار دیا۔قیام پاکستان کے بعد قرارداد مقاصد منظور ہوئی جس میں پاکستان میں آئین سازی،قانون کی تشریح اور حکمرانی کے خطوط واضح طور پر اسلامی تعلیمات کے مطابق متعین کرنے کا پابند کیا گیا۔یہ وہ خطوط ہیں جن سے انحراف وطن عزیز کی سلامتی،خودمختاری اور بقا کو متاثر کرسکتے ہیں۔پاکستان کی یہ نظریاتی شناخت اَن مٹ ہے،اور اسے کسی بھی طور ختم نہیں کیا جاسکتا،پاکستان کی یہی انفرادی شناخت اہل مغرب کی آنکھوں میں کانٹے کی طرح کھٹکتی ہے اور پاکستان کی اسلامی شناخت کو ختم کرنے کے لیے مختلف گوشوں سے حملے جاری رہتے ہیں۔پاکستان کے نئے حکمرانوں کو سب سے پہلا اور بنیادی چیلنج جو درپیش ہوگا وہ پاکستان کی نظریاتی شناخت کا تحفظ ہے۔

دوسری بات ایک مسلمان ہونے اور ایک مسلم مملکت کا شہری ہونے کے ناتے اسلام کی جامعیت کا سبق بھی

ذہنوں میں تازہ کرنے کی ضرورت ہے۔اسلام ایک کامل ضابطۂ حیات ہے۔اسلام صرف آخرت کی فلاح کی بات نہیں کرتا بلکہ اس دنیا میں انسانی بہبود کے لیے بھی جامع ہدایت اور راہ نمائی عطا کرتا ہے،قرآن وحدیث،فقہ وکلام کے مباحث پڑھ لیجیے زندگی کا کوئی گوشہ تشنہ نہیں چھوڑا گیا،اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَاللّٰہِ الْاِسْلَام(آل عمران)...... ''اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ دین اسلام ہی ہے۔''

دوسری جگہ ارشاد فرمایا ہے:

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیناً۔(المائدہ۔۳)

''آج میں پورا کر چکا تمہارے لیے دین تمہارا،اور پورا کیا تم پر میں نے احسان اپنا اور پسند کیا میں نے تمہارے واسطے اسلام کو دین۔''

یعنی اب نوعِ انسانی کے تحفظ،بقا اور نشو ونما کے لیے دین اسلام ہی بطور ضابطۂ حیات اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ دین ہے۔اس دین میں دیگر امور کے علاوہ حق حکمرانی،طرز حکمرانی،حکمران اور رعایا کے حقوق وفرائض کے متنوع پہلو بھی تفصیل سے بتا دیے گئے ہیں۔مسلمان حکمران کی کیا حیثیت ہے؟رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

''اسلام اور عادل حاکم دونوں آپس میں جڑواں بھائی ہیں۔ہر ایک دوسرے کے بغیر پنپ نہیں سکتا۔یہ اس لیے کہ اسلام حاکم عادل اور حکومت کے لیے اساس ہے۔عادل بادشاہ اور حاکم اس اساس کے محافظ ہوتے ہیں۔اور جس چیز کی اساس اور بنیاد نہ ہو اسے بقا نہیں اور جس کے محافظ ونگہبان نہ ہوں وہ ضائع ہونے والی ہے۔''(کنزل العمال۔رقم نمبر۴۶۰۹)

حاکم اور رعایا دونوں ایک دوسرے کے لیے لازم ہیں اور دونوں کا ایک دوسرے کے حقوق کی رعایت کرنا ضروری ہے۔جس طرح عامۃ الناس پر لازم ہے کہ وہ جائز امور میں حاکم کی اطاعت کریں اسی طرح حاکم کے لیے بھی ضروری ہے کہ اپنی رعایا کے ساتھ برادرانہ اسلوب میں برتاؤ اور معاملہ کرے،ان کے معاملات کی خبر گیری کرے،ان کی مشکلات دور کرے،ان کے اموال کی حفاظت کرے،امن وامان برقرار رکھے ان کے کسب وتجارت کے ذرائع محفوظ رکھے۔

علامہ ابوالحسن بن محمد بن حبیب الماوردیؒ(متوفی ۴۵۰ھ)نے حکمران کے فرائض کا نقشہ کچھ یوں بتایا ہے:

☆...... حاکم رعیت کے لیے زمین سازی کرے،تاکہ وہ اپنے مکانات میں مطمئن طریقے سے رہیں۔

☆......رعیت کو ان کے مکانات اور گھروں کے بارے میں امن حاصل ہو۔☆......حدود سے تجاوز کرنے والوں کے ہاتھ رعیت سے روکے اور ان کے ہر قسم کے ضرر سے انہیں بچائے۔☆......حاکم رعایا کے لیے عدل وانصاف کا

معاملہ کرے۔☆......رعیت کے آپس کے جھگڑے نمٹائے۔☆......اس بات پر ابھارے کہ معاملات اور عبادات میں شریعت کا تقاضا مانیں۔☆......اللہ تعالیٰ کی حدود اور حقوق کو رعیت میں قائم کرے۔☆......رعیت کے راستوں اور رہائش گاہوں کی حفاظت کرے۔☆......رعیت کے مصالح کا قیام اور ان کی مشترک اشیاء جیسے پانی، راستے، پل وغیرہ کی حفاظت کرے۔

امام ماوردی لکھتے ہیں جب حاکم مذکورہ حقوق رعیت کے حق میں روبہ عمل لائے تو یہ عادلانہ سیاست ہے اور اس سے مملکت کی اصلاح اور نظم ونسق قائم ہوسکتا ہے۔(السیاسۃ و الادارۃ الشرعیہ)

ان تمام نکات میں اہم عنصر امن وامان اور عدل وانصاف کا پیغام ہے۔''ریاست مدینہ'' میں انہی مصالح عامہ کا خیال رکھا جاتا تھا۔ خلفاء راشدین کے ادوار اس پر شاہد عدل ہیں۔اس ریاست کے حکمران خود کو عامۃ الناس کے خادم اور نگہبان تصور کرتے تھے۔زمانہ حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان غنی اور حضرت علی رضی اللہ عنہم کے طرز حکمرانی کو بھول نہیں سکتا۔سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا یہ لافانی جملہ کہ......''اگر دریائے فرات کے کنارے ایک کتا بھی پیاسا مر گیا تو میں اس کا جواب دہ ہوں''......اسلوب حکمرانی کے بے شمار پہلوؤں کو پنہاں ہے۔

جدید دور کی ترقی کے باعث اگرچہ عامۃ الناس کے بود و باش، تمدن اور معاشرت میں بہت فرق آ گیا ہے۔ انسانی ضرورات ہمہ پہلو اور ہمہ جہت ہیں، نیز مغربی تصورات زندگی سے بھی بہت سے اجتماعی امور کی ہیئت میں تبدیلی واقع ہوئی ہے۔کسب معاش کے اطوار اور قوانین بہت بدل گئے ہیں۔لیکن ایک مسلمان حاکم، جو مدینہ جیسی ریاست کے قیام کا داعی بھی ہے، کے لیے قابل عمل بنیادی نکات وہی ہیں جو اوپر ذکر کیے گئے ہیں۔

وطن عزیز پاکستان کو بحیثیت مجموعی بہت سے چیلنجز درپیش ہیں۔ وہ اقتصادی میدان ہو یا سیاسی استحکام، سرحدوں کی حفاظت کا معاملہ ہو یا داخلی امن وامان کا مسئلہ درپیش ہو، دہشت گردی کا عفریت ہو یا غیر ملکی اداروں کی کھلی مداخلت ہو......ان سب سے نمٹنا آنے والے حکمرانوں کا فریضہ ہے۔اس سلسلے میں خدالگتی بات یہی ہے کہ ان تمام معاملات کے حل کے لیے اگر قرآن وسنت کو معیار بنایا گیا تو کامیابی یقینی ہے، پاکستان کا آئین اور ''اسلامی نظریاتی کونسل'' جیسا وقیع ادارہ اس سلسلے میں بہترین راہ نما ہیں۔اگر خدانخواستہ جدید مغربی تصورات پر اپنی سیاست و حکومت کو استوار کرنے کی کوشش کی گئی تو پھر معاملات دِگرگوں تو ہوسکتے ہیں بہتری کی طرف واپسی محض دیوانے کا خواب ہوگی۔ ہماری دعا ہے کہ وطن عزیز کے نئے حکمران ان امور کو ضرور پیش نظر رکھیں گے، اور اس وطن کو ترقی کی جانب گامزن رکھیں گے......وماعلینا الا البلاغ!